لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

ترجمہ

ملک میں اسکا انتظام درست ہوئے پیچھے فساد نکرو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو

دفتر وقف منصبیہ میرٹھ

فتوی ترک موالات پر محققانہ نظر

از

مولوی محمد امین اللہ (علیگ) ایم آر اے ایس وکیل عدالت گورکھپور

اس رسالہ میں آیات قرآنی و احادیث نبوی و دلائل عقلی سے متفقہ فتوی ترک موالات کا جسمیں عموماً ترک ملازمت سرکاری و خصوصاً ملازمت سرکاری فوج و پولیس کا فتوی دیا گیا ہے غلط ہونا ثابت کیا گیا ہے

در مطبع حکیم برہم گورکھپور طبع شد

دفتر وقف منصبیہ میرٹھ

عطیہ جناب [illegible]

۵ شوال المکرم [illegible]

محمد حسن [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفتر [illegible]

سنہ ۱۹۲۰ء مین ترک موالات کے فتویٰ کے ساتھ ساتھ جہاد کا فتویٰ بھی شائع
ہوا اور جس جہاد کا فتویٰ دیا گیا تھا اوسکو مرتبہ فرض عین کا دیا گیا۔ جہاد فی نفسہٖ اپنی معمولی حالت
مین تو فرض کفایہ ہے کہ اگر اس مین کچھ مسلمان شریک ہو جائین تو بقیہ مسلمانون کے ذمہ کا فرض
اتر جاتا ہے مگر بلحاظ موجودہ حالات خاص جس جہاد کا فتویٰ دیا گیا؛ وہ فرض عین بتایا گیا
جسکے یہ معنی ہوے کہ فرداً فرداً ہر مسلمان مرد اور عورت پر جہاد فرض ہے اور جبتک ہر مسلمان
اپنی ذات سے جہاد مین شریک نہ ہو چند مسلمانون کی شرکت سے غیر شریک کے ذمہ کا فرض
نہ ادا ہوگا اور چونکہ یہ جہاد فرض عین بتایا گیا لہذا یہ بھی بتایا گیا کہ اجازت والدین اور اجازت
شوہر کی بھی ضرورت نہین ہے جو عام حالت مین شرعاً شرکت جہاد کے لئے ضروری ہے
اسی سلسلہ مین ہجرت یعنی ہندوستان کی سکونت ترک کرنا بھی مسلمانون کے لئے فرض
بتایا گیا۔ فتوائے جہاد اور فتوائے ہجرت مین جو ناکامیابی ہوئی وہ عیان ہے۔ محتاج بیان نہین
البتہ ہجرت کے فتوی کے کچھ ناعاقبت اندیش جاہل مسلمان شکار ہو گئے۔ ناعاقبت اندیشی
سے انھون نے گھر چھوڑے اور پھر خستہ و خرابی سے بعد برداشت مصائب مالا یطاق اپنے
گھرون کو واپس آئے۔ اور اکثرون کا تو شدید تکلیف سے راستہ ہی مین خاتمہ ہو گیا۔ ان پر جو گذری
اوسکو وہی بیچارے اور انکے غریب پسماندگان جانتے ہون گے۔ مگر فتوی دینے والے
علما یا وہ مسلمان جنہون نے ہجرت پر مسلمانون کو ابھارنے مین ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور دینی

و دنیاوی منفعتوں کی ترغیب اور تحریص مین کوئی دقیقہ طلاقت لسانی کا اٹھا نہیں رکھا ان مین سے نام کو بھی ایک عالم یا ایک ابھارنے والا ہجرت میں شریک نہ ہوا اور عام مسلمان خود تو اپنی لاشعوریت سے یہ بھی نہ سمجھے کہ آخر یہ مولوی لوگ اور ان کے حواریین ہمکو مسلمان ہونے کی وجہ سے ہجرت کا فتوی دیکر گھر بار چھوڑنے پر مجبور کرتے ہین خود بھی تو مسلمان ہین یہ لوگ کیون ہجرت مین تقدیم نہین کرتے اسوقت ایک ایسا عالم تھا کہ جو مسلمان جہاد اور ہجرت کے فتون کو صحیح نہین خیال کرتے تھے انہون نے بھی شیخ سعدی (علیہ الرحمہ) کے اس شعر پر عمل نہ کیا۔ ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنشینم گناہ است

میرے خیال مین اگر اسوقت فتوائے جہاد اور فتوائے ہجرت کی غلطی کا اعلان کیا گیا ہوتا تو شاید اتنے مسلمان مصائب ہجرت غیر مفروضہ (جو شرعاً فرض نہ تھی) سے تباہ نہ ہوتے بہرکیف وہ وقت تو گذر گیا اور اب فتوے دینے والے اور ان فتوون پر مسلمانونکو ابھارنے والے بھی چپ ہین اور جہاد اور ہجرت کا نام اب نہین لیتے حالانکہ اگر وہ فتوی صحیح تھا تو اب سکوت کی کوئی وجہ نہین ہے

اسوقت سنہ ۱۹۲۱ء مین ایک اور بات اسی قسم کی زور شور سے اٹھائی گئی ہے جو متفقہ فتوی کے نام سے مشہور ہے اور جسکی بنا پر کراچی کی خلافت کانفرنس سے تمام سرکاری ملازمت اور بالخصوص فوج اور پولیس کی ملازمت ترک کرنے کا رزولیوشن پاس کیا گیا ہے۔ وہ فتوی گورنمنٹ نے ضبط کیا مگر با این ہمہ حامیان فتوے یعنی سیاسی لیڈران جو ارکین خلافت کے نام سے موسوم ہین حکم ضبطی کو ناجائز قرار دیتے ہین اور فتوی کی اشاعت پر اصرار کرتے ہین اور بعد کو جو ضلع در ضلع خلافت و کانگریس کانفرنس کے جلسے ہوے۔ ان جلسون مین بالتخصیص یہ ریزولیوشن ترک ملازمت کے پیش اور پاس کئے جاتے ہین اور جو مسلمان

مقرر اس رزولیوشن پر تقریر کرتے ہیں تو ملک میں جوش پیدا کرنیکو وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ فتوی نہیں ضبط ہوا بلکہ ہمارا قرآن ضبط ہوا اور بعض مقرر یہ کہتے ہیں کہ جب آج مسلمانوں کا قرآن گورنمنٹ نے ضبط کیا ہے تو کل کو ہمارے وید شاستر بھی گورنمنٹ ضبط کر لیگی لہذا اس رزولیوشن سے ہمکو ہمدردی ہے اور ہمکو بھی سب ہی نوکری ملازمتیں ترک کرنی چاہئیں یہ تقریریں جہاں کی جاتی ہیں وہ مجمع عوام کا ہوتا ہے جسکی لاشعوریت مسلمہ ہے۔ انہیں خود تو قابلیت بات سمجھنے کی ہے نہیں اور خصوصاً ایسی بات جو مذہب سے منسوب کر کے کہی جائے اس سے اُن کے مذہبی جوش کو تحریک ہوتی ہے اور یہ سنکر کہ پانچسو علماء کا فتوی ہے وہ آمنّا وصدّقنا کہنے اور دل سے ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اہل بصیرت پر تو فتوی کی حقیقت ظاہر ہے مگر عوام الناس کو غلطی سے بچانے کے لیے میں ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ احکام شرعی و دلایل عقلی کو پیش کر کے فتوی کی حقیقت کھولی جائے تاکہ عام مسلمان فتوی کی غلطی سے اور اسکے بُرے نتایج سے واقف ہو جائیں اور قابل عمل نہ سمجھیں

میں ابتدا سے دیکھتا ہوں کہ تقریراً اور تحریراً بانیان و حامیان ترک موالات سورہ ممتحنہ کی اس آیت پر نہایت زور سے استدلال کرتے ہیں۔

إِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

جسکے معنی یہ ہیں ”اللہ تو تمکو انھیں لوگوں سے دوستی کرنیکو منع فرماتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے اور جنہوں نے تمکو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں تمہارے مخالفوں کی امداد کی اور جو شخص ایسے لوگوں سے دوستی رکھیگا تو سمجھا جائیگا کہ یہی لوگ مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگون نے مسلمانون سے "مقاتلۃ فی الدین" کیا ہو ان سے دوستی ممنوع ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا انگریزون نے مسلمانون سے "مقاتلہ فی الدین" کیا ہے۔ بیشک انگریزون سے اور ترکون سے "جو کہ مسلمان ہین" جنگ ہوئی ہے مگر آیہ شریفہ مین الفاظ "قاتلوکم فی الدین" واقع ہین۔ واقعات شاہد ہین کہ انگریزون سے اور ترکون "مقاتلہ فی الدین" نہین ہوا ہے یعنی دین کی لڑائی نہین ہوئی ہے۔ بلکہ حالات یہ ہین کہ انگریز اور جرمن یکے بادیگرے برسر جنگ تھے اور دونون عیسائی ہین۔ اس جنگ سے مذہب کو علاقہ نہ تھا بلکہ ملکی لڑائی مین ترک خود جرمنون کے شریک ہوکر انگریزون سے برسر پیکار ہو گئے چنانچہ ابتدائی جنگ سے انتہا تک ہندوستان کے مسلمانون کو یہ خیال بھی نہ ہوا کہ یہ مذہبی جنگ ہے یہ واقعہ بھی اس موقع پر قابل تذکرہ ہے کہ خود انگریزون نے ترکون سے نیوٹرل یعنی جنگ سے لاواسطہ رہنے کی استدعا کی اور مسلمانان ہند نے بھی باب عالی مین درخواست بھیجی کہ وہ اس جنگ مین شریک نہ ہون مگر نہ ترکون نے انگریزون کی استدعا کا خیال کیا نہ ہندوستان کے مسلمانون کی عرضداشت کا لحاظ کیا۔ بلکہ اپنے ملکی مصالح کے لحاظ سے وہ جنگ مین در آئے اور آخر تک جرمن کی شرکت و ماتحتی مین انگریزون سے لڑتے رہے۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ اولاً تو انگریزون نے کوئی حملہ ترکون پر نہین کیا۔ دوسرے یہ کہ جو لڑائی ترکون اور انگریزون مین ہوئی وہ ہرگز مذہبی لڑائی نہ تھی پس ایسی حالت مین انگریزون کے ساتھ ترک موالات کے مسئلہ مین اس آیت پر استدلال کرنا صریحاً غلط ہے اور آیت مین جو لفظ "فی الدین" واقع ہے اسکے ہوتے ہوے اور واقعہ جنگ ترکی و برٹش گورنمنٹ پر نظر کرتے ہوے ہر منصف مزاج یہ کہیگا کہ اس آیت پر استدلال یا تو واقعات کی ناواقفیت کیوجہ سے ہو سکتا ہے یا دیدہ و دانستہ غلط استدلال کیا جاتا ہے۔ یہانتک تو آیت کے لفظی معنی پر لحاظ کرکے یہ دیکھا گیا کہ اس آیت پر استدلال کرکے انگریزون سے ترک موالات

کا فتویٰ دینا غلط ہے۔ اب ذرا وضاحت سے اس آیت کا مطلب سمجھنے کے لئے، آیت
کی شان نزول پر توجہ کرنا چاہئے۔ یہ آیت بجائے خود بغیر آیت ماسبق کے ملائے ہوئے اپنے
معنی کو واضح طور پر پورا نہین کرتی اس آیت کا پہلا لفظ "اِنَّمَا" جسکے معنی "مگر این نیست"
(سوائے اسکے نہین کہ) ہے اور جو مفید حصر ہے اور جسکے مفہوم مین مضمون استثنا ہے خود
بتلا رہا ہے کہ اسکو پہلی آیت سے تعلق ہے اور گویا پہلی آیت کی گونہ تابع ہے۔ چنانچہ شان
نزول سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ اس آیت کی شان نزول جداگانہ نہین ہے بلکہ
جو پہلی آیت کی شان نزول ہے وہی اسکی بھی شان نزول ہے اس آیت سے عین ماقبل
کی آیت یہ ہے۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ
دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ

گویا یہ دونون آیتین ملکر ایک پورے معنی اور پورا حکم بتاتی ہین اور پہلی آیت جس واقعہ پر
نازل ہوئی وہ اسکی شان نزول ہے اور اُسکی تحت مین یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت آخرالذکر
کے معنی یہ ہین "جو لوگ تم سے دین کے بارے مین نہین لڑے اور انہون نے تمکو تمھارے
گھرون سے نہین نکالا ان کے ساتھ احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے تو خدا تمکو منع نہین
کرتا کیونکہ اللہ منصفانہ برتاؤ کرنے والونکو دوست رکھتا ہے۔

کسی آیت قرآنی کو کسی مسئلہ خاص سے متعلق کرنے کے لئے، اور اس آیت کی بنا
پر فتویٰ دینے کے لئے مفتی کو اسوقت کے حالات اور تاریخی واقعات اور خاصکر اس واقعہ کو جاننا
اور پیش نظر رکھنا ضروری ہے جو اس آیت کی شان نزول ہے جس زمانہ مین سورہ ممتحنہ کی آیات
متعلق ترک موالات اور متعلق امتحان" نازل ہوئین اسوقت تھا کہ آپ صلعم ہجرت فرما کر

مسلم ہے یا بیٹا مسلم ہے تو باپ غیر مسلم ہے، اور اگر شوہر مسلم ہے تو بی بی غیر مسلمہ ہے یا بی بی
مسلمہ ہے تو شوہر غیر مسلم ہے۔ ایک بھائی مسلم ہے تو دوسرا غیر مسلم ہے اور اکثر یہ ہوتا تھا کہ کسی خاندان
یا قبیلہ کا ایک آدمی ایمان لایا اور سارا کنبہ و قبیلہ بدستور غیر مسلم ہے اور یہ رشتے ناتے مقتضی مروت
و موالات کے ہوا کرتے تھے۔ اور کبھی یہی اسباب منافقت کے ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ رشتہ
ناتے کے لگاؤ سے ایسے واقعات پیش آئے جنکی بنا پر سورہ ممتحنہ کی متحاقہ آیتیں نازل ہوئیں
مگر اب نہ تو اسوقت کے سے رشتے ناتے ہیں اور نہ مسلمانوں میں کوئی چھپا ہوا گروہ منافقین کا ہے
چنانچہ آیت بالا کی شان نزول یہ واقعہ ہے کہ جب ۸ھ میں قریش نے شرائط صلح نامہ حدیبیہ
کی خلاف ورزی کی تو رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے قریش کے مقابلہ کیلئے مکہ پر چڑہائی کی
تیاریاں شروع کیں۔ حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ (جو اہل یمن ہیں اور جو مہاجرین مکہ سے تھے اور
اسوقت مدینہ میں رسول کریم صلعم کے ساتھ تھے) اس خیال سے کہ ان کے اہل و عیال مکہ میں تھے
اہل قریش لڑائی میں ان کے بال بچوں کے ساتھ رعایت کریں قریش کو ایک خفیہ خط اس مضمون کا
لکھا کہ مدینہ میں لڑائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ۔ رسول کریم صلعم کو بذریعہ وحی
اس خفیہ خط کی خبر ہو گئی۔ چنانچہ جناب رسالت مآب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس عورت
کے پیچھے بھیجا جو حاطب ابن ابی بلتعہ کا خفیہ مدینہ سے مکہ کو لیجا رہی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
خفیہ خط کو اس عورت سے واپس لائے۔ اس واقعہ پر سورہ ممتحنہ کی پہلی آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ
تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ
الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا
فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا

أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝

نازل ہوی۔ جسکے معنی حسب ذیل ہین

مسلمانو! اگر تم ہماری راہ مین جہاد کرنے اور ہماری رضامندی ڈھونڈھنے کی غرض سے (اپنے وطن چھوڑکر) نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنون کو (یعنی کافرون کو) دوست نہ بناؤ کہ لگو انکی طرف دوستی (کے نامہ و پیام) دوڑانے حالانکہ تمھارے پاس جو (خدا کی طرف سے دین) حق آیا ہی وہ اس سے انکار ہی کر چکے ہین۔ وہ تو صرف اتنی بات پر کہ "تم اپنا پروردگار اللہ ہی کو مانتے ہو" رسول کو اور تمکو گھرون سے نکال رہے ہے اور تم چپکے چپکے انکی طرف دوستی (کے پیام) دوڑا رہے ہو اور جو کچھ تم چھپا کرتے ہو (وہ) اور جو ظاہر طور کرتے ہو (وہ) ہم (سب کو) خوب جانتے ہین اور جو تم مین سے ایسا کریگا تو سمجھ رکھو کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔"

اسی زمانہ مین جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تہی قتیلہ بنت عبد العزی حضرت ابوبکر صدیق کی مطلقہ بی بی جو مشرکہ تہین اپنی بیٹی حضرت اسماء ذات النطاقین کے ملنے کو مع تحفہ و ہدایا کے مکہ سے مدینہ مین آئین۔ حضرت اسماء نے فرط اتقا سے یہ خیال کیا کہ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ کی آیت نازل ہو چکی ہے۔ اور ان کی مان مشرکہ غیر مسلمہ مین وہ بھی لفظ عدو مین داخل ہین، اور دشمن خدا و دشمن اسلام ہین لہذا ان سے نہ ملاقات کی نہ انکا تحفہ وہدیہ قبول کیا۔ حالانکہ "عدوی وعدوکم" کی تفسیر اسی آیت سے ہو جاتی ہے کہ دشمن وہ لوگ ہین جو رسول کو اور تم (مسلمانون) کو اس وجہ سے نکالتے ہین کہ رسول اور تم لوگ اللہ پر ایمان لائے ہو۔ اس سے بہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ اور مسلمانون کے دشمن وہی ہین جو ایمان و اسلام

کے دشمن ہین اور ایمان و اسلام کی بنا پر مسلمانون سے قتال کرتے ہین اور انکو گھرون سے نکالتے ہین۔ مگر بہ نظر توضیح و صفائی مزید حضرت اسمٓاء کی غلط فہمی اور اسکے ذریعہ سے تمام مسلمانون کی آیندہ غلط فہمی دور کرنے کے لئے آیہ شریفہ "لا ینہٰکم" نازل ہوئی۔ جس سے صراحتاً یہ بات صاف ہوگئی کہ محض غیر مسلم ہونا یا عیسائی ہونا یا مشرک ہونا، مسلمانون کے ترک موالات کے لئے کافی نہین ہے، بلکہ جن لوگون نے ہم سے دین کے بارے مین لڑائی نہین کی ہے اُن سے ہمکو نیک سلوک اور انصاف کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ نے ایسا عمل کرنے کی ترغیب اس آخر فقرہ آیت سے مسلمانونکو دلائی ہے کہ اللہ کو انصاف کا برتاؤ پسند ہے اور اللہ انصاف والونکو چاہتا اور پسند کرتا ہے۔ اس آیت کے بعد بنظر توضیح مزید آیہ "انما ینہٰکم اللہ" نازل ہوئی اور دونون آیتون کے ملانے سے یہ حکم نکلا کہ اللہ غیر مسلم سے جنھون نے مسلمانون سے دین کے بارے مین لڑائی نہین کی ہے نیکی اور انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ البتہ اُن غیر مسلمون سے جنھون نے مسلمانون سے دین کے بارے مین لڑائی کی ہے ترک موالات کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ پہلی آیت "لا ینہٰکم اللہ عن الذین" خود بانیان و حامیان ترک موالات اپنے اس دعوے کی تائید مین کہ "ہندوؤن سے باوجود ان کے مشرک ہونے کے موالات جائز ہے۔ استدلال کرتے ہین اور یہ استدلال انکا بہت صحیح ہے۔ چنانچہ جب انگریزون نے بھی ہم سے ترکی کے معاملہ مین مقاتلہ فی الدین نہین کیا ہے تو اسی طرح سے جیسے ہندوؤن کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنا حکم خدا ہے اسی طرح انگریزون کے ساتھ بھی نیکی اور انصاف کرنا مسلمانون کا مذہبی حکم ہے۔ یہانتک تو آیت کے الفاظ و شان نزول سے ظاہر ہوا کہ فتوے ترک موالات غلط ہے۔ اور فتوے کی تائید مین جس آیت پر استدلال کیا گیا ہے غیر متعلق ہے۔

دوسری غلطی فتوے دینے والون کی یہ ہے کہ وہ ہندوستان کے مسلمانون کی

حیثیت "جو بمقابلہ گورنمنٹ مسلم ستامن کی ہے" نظر انداز کرتے ہیں۔ مسلم ستامن وہ مسلمان ہیں جو غیر مسلم حکومت میں معاہدہ امن کے ساتھ مقیم ہوں۔ اولاً تو اسلام کی روح میں امن پسندی ہے جیسا کہ لفظ اسلام کا مادہ "سلم" اس بات پر دلالت کرتا ہے سلم کے معنی آشتی وصلح اور سلامتی کے ہیں اور جتنے احکام اسلام کے ہیں ان پر غور کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام امن وسلامتی کے لئے دنیا میں آیا، اور واقعی اسلام کی وجہ سے دنیا میں تہذیب وشائستگی اور علم پھیلا اور اس کے نتیجہ میں امن وسلامتی پھیلی اور قائم ہوئی ثانیاً جب ہم مسلم ستامن کی حیثیت سے ہندوستان میں ہیں تو جب تک ہم سرزمین ہندوستان میں ہیں ہمارا حق اپنے امن کا ہے اور اسی طرح یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ملک میں بے امنی نہ پیدا کریں۔ البتہ جب ہمارے امن وآزادی اور بالخصوص مذہبی آزادی میں حرج اور رکاوٹ پیدا ہو تو ہمکو ہجرت کر جانا چاہئے۔ اسوقت تک ہمکو پورا امن اور پوری مذہبی آزادی عبادات میں ہے۔ اس مضمون امن وآزادی کو مولانا الطاف حسین حالی نے اپنے مشہور ومقبول عام مسدس میں یوں نظم فرمایا ہے

حکومت نے آزادیاں تمکو دی ہیں ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آرہی ہیں کہ راجہ سے پرجا تلک سب سکھی ہیں
تسلط ہے ملکوں میں امن وامان کا
نہیں بند رستہ کسی کارواں کا

نہ بدخواہ ہے دین وایماں کا کوئی نہ دشمن حدیث اور قرآں کا کوئی
نہ ناقص ہے ملت کے ارکاں کا کوئی نہ مانع شریعت کے فرماں کا کوئی
نمازیں پڑھو بے خطر مسجدوں میں
اذانیں دو دھڑلے سے دو مسجدوں میں

دیگر ممالک کے حالات پر نظر کرنے سے ہمکو یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جو مذہبی آزادی ہندوستان مین مسلمانونکو حاصل ہے وہ کسی غیر مسلم حکومت مین مسلمانونکو حاصل نہین ہے مثلاً چین مین مسلمانونکو فوجی حیثیت سے ایک خاص اعزاز حاصل ہے مگر باوجود اسکے سال مین ایک مرتبہ اُن لوگونکو مثل چینیون کے انکے دیوتا یا مورث اعلیٰ کنفیوشس کے سامنے حکومت کے اثر سے سجدہ کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ مسلمان کا سر سوائے خدائے ذوالجلال کے اور کسی ہستی کے سامنے چاہے وہ کیسی ہی عظیم الشان ہو نہین جھک سکتا۔ اور مذہباً سوائے خدا کے مسلمان کے لئے سجدہ حرام ہے۔ ہندوستان کے مسلمانونکو کبھی یہ خیال بھی نہین آسکتا کہ انکو کبھی کسی حکومت کے اثر سے سجدہ کرنا پڑیگا۔

علاوہ ازین ہم مسلمانوں کو ہمیشہ اور ہر موقع پر مذہبی احکام، ایفائے عہد اور نہی عن الفساد کا بھی خیال مقدم رکھنا چاہئے۔ مذہب اسلام نے جس شد و مد سے ایفائے عہد کی اور فساد سے علیحدہ رہنے کی مسلمانون کو تاکید فرمائی ہے اسکا یہ مقتضیٰ نہیں ہے کہ مسلمان اہم یا غیر اہم معاملات مین اس سے بے پروائی کرین۔ بطور مشتے نمونہ از خروارے چند آیات قرآنی و احادیث نبوی یہان نقل کئے جاتے مین۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۝ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ط

مسلمانو اپنے اقرارون کو پورا کرو۔ (مائدہ پارہ ۶ رکوع ۱)

اور عہد کو پورا کرو کیونکہ قیامت کے دن عہد کی بازپرس ہوگی

(بنی اسرائیل رکوع ۴ - پارہ ۱۵)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ فَقِيلَ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔ (مسلم)

ابن عمر رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ جب قیامت کے دن خدا اگلے پچھلوں کو جمع کریگا تو ہر عہد شکن بیوفا کے لئے جھنڈا کھڑا کیا جائیگا پھر ہر طرف منادی کردیجائیگی کہ یہ فلان کے بیٹے فلان کا غدر اور اسکی بے وفائی ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین جو خطبہ بھی سنایا اس مین یہ ضرور فرمایا کہ جس مین امانت نہین اسکا ایمان نہین اور جس مین ایفاء عہد کی صفت نہین اسکا کچھ دین نہین۔

مسلمانون کا دین وایمان، قرآن وحدیث ہے۔ آیات واحادیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایفاء عہد کی کسقدر شدید تاکید ہے۔ اور اس ایفاء عہد کا یہانتک لحاظ رکھا گیا ہے کہ اگر مسلمان کفار سے دین کے بارے مین لڑین اور مسلمانون سے مدد مانگین تو ان پر فرض ہے کہ مدد کرین مگر اس قوم کفار کے مقابلہ مین اگر مسلمان مدد مانگین جن سے اُن مسلمانون کا عہد ومیثاق ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے تو عہد ومیثاق کیوجہ سے ان مسلمانون کو قرآن کا حکم ہے کہ مدد کرنے سے انکار کرین۔ جیسا کہ اس آیت سے صراحتاً یہ اظہار ہے

اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ (الانفال رکوع ۵۔ پارہ ۱۰۔)

جسکے معنی یہ ہین کہ اگر دین کے بارے مین تم سے طالب مدد ہون تو تمکو انکی مدد کرنی لازم ہے مگر اس قوم کے مقابلہ مین نہین کہ تم مین اور ان مین عہد وپیمان ہو۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسکو دیکھ رہا ہے

نہی عن الفساد کے متعلق اس موقع پر آیات ذیل قابل تذکرہ ہین

۱ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ (البقرہ رکوع ۹ پارہ ۲) اللہ فساد کو نہین پسند کرتا۔

۲ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (المایدہ۔ رکوع ۹۔ پارہ ۶) اللہ فسادیون کو دوست نہین رکھتا

۳ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ

اور لوگو انتظام ملک کو درست ہوئے پیچھے اس مین فساد نہ پھیلاؤ اور (عذاب کے) ڈر سے اور (فضل کی) امید سے خدا کو پکارو

مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (اعراف۔ رکوع ۷۔ پارہ ۸)

ما نگتے رہو (کیونکہ) خدا کی رحمت خلوص کہنے والون سے (بہت ہی) قریب ہے۔

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

تو اللہ کی نعمتون کو یاد کرو اور ملک مین فساد پھیلاتے پھیرو (اعراف رکوع ۱۔ پارہ ۸)

وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (اعراف رکوع ۱۱ پارہ ۸)

اور ملک مین اسکا انتظام درست ہوئے پیچھے فساد نہ کرو اگر تم ایمان والے ہو تو یہ (طریق حسن معاملہ جو مین تمکو تعلیم کرتا ہون) تمھارے حق مین بہت بہتر ہے

آیات وحدیث مذکورہ بالا کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوگیا کہ کیسے زوردار لفظون مین ایفائے عہد کی تاکید اور فساد کی مناہی ہے۔ اب رہا عہد تو عہد کی دو قسمین ہین۔ عہد قولی اور عہد فعلی۔ عہد قولی تو زبانی قول واقرار ہے۔ عہد فعلی یہ ہے کہ زبان سے تو کچھ نہین کہا مگر طریق عمل سے پایا جاتا ہے کہ فریقین مین ایک طرحکا قرارداد ضرور ہے۔ اسی طرح کا عہد ومیثاق ہم مین اور برٹش گورنمنٹ مین ہے جب خدا نے انگریزون کو ملک پر مسلط کردیا اور ہم نے رعایا بنکر ہندوستان مین رہنا اختیار کیا تو اسکے یہی معنی ہین کہ ہم مین اور گورنمنٹ مین ایک طرح کا از خود عہد وپیمان ہوگیا کہ حاکم ہونے کی حیثیت سے وہ ہمارے حقوق کی حفاظت کرے اور ہم رعایا ہونے کی حیثیت سے بہ تبعیت احکام اسلام گورنمنٹ کی اطاعت کرین۔ جب گورنمنٹ فوج اور پولیس اور عدالت کے ذریعے سے تا بہ امکان ہمارے حقوق وجان ومال کی حفاظت کررہی ہے تو ہم تا بہ امکان گورنمنٹ کی فوج اور پولیس اور عدالتون کے انتظام مین شریک ہم ہوکر صلاح ومشوری اور ملازمت او وکالت سی کیون نہ مدد دین اور ایفائے عہد ونہی عن الفساد کے آیات واحادیث پیش نظر رکھتے ہوے موجودہ شورش جو مذہب کے پیرایہ مین پھیلائی جارہی ہے

اور شورش کے اغراض کی تائید کے لئے جو بہی فتوے شایع کئے جارہے ہین وہ یقیناً ناجائز و احکام
اسلام کے خلاف ہین اور یہ بہی احکام الٰہی کے عہد و نہی عن الفساد کی خلاف ورزی مین داخل ہین
فتوے دینے والونکی تیسری غلطی یہ ہے کہ ترک موالات اور ترک معاملت مین فرق نہین کرتے
اگر بقول مفتیان ترک موالات شرعی ممانعت ہی تو موالات (دوستی) کی جسکو دل سے تعلق ہی معاملات
کی ممانعت نہین ہے بلکہ فعل رسول کریم اور آثار صحابہ کرام رضی سے ثابت ہے کہ رسول اور صحابہ رسول (علیہم التحیۃ والسلام) نے
غیر مسلم اور مشرکین و یہود و نصاریٰ سے معاملت جاری رکھی رسول کریم صلعم نے نہ عملاً کبہی معاملت ترک فرمائی نہ
قولاً کبہی ترک معاملت کا حکم صادر فرمایا بلکہ اگر کبہی کسی مسلمان نے ترک معاملت کا قصد ظاہر کیا تو آنجناب نے
اسکو منع فرمایا اور بعد رسول کریم اور صحابہ کرام کے تیرہ سو کئی برس سے مسلمانون کا یہی عملدرآمد رہا ہی کہ کبہی
ترک معاملت مسلمانون نے غیر مسلم اقوام سے کسی حالت مین نہین کی اگر ان آیات قرآنی کے مطلب جو مفتیان
ترک موالات اپنے استدلال مین پیش کرتے ہین یہ ہوتے کہ ترک موالات مین ترک معاملات ہی داخل ہے تو خود سرور کائنات صلعم اسپر عمل فرماتے ہوتا
اور اپنے صحابہ کو اسکی تعلیم فرمائی ہوتی، اور اسی نقش قدم پر سلف سے اسوقت تک مسلمان چلے ہوتے اور آج مفتیان ترک موالات کو اس فتوی کی ضرورت
پیش آتی مشرکین مکہ نے جو اسلام کی دشمنی مین رسول کریم اور انکے ساتہیونکو ایذائین پہنچائین اسکی کوئی انتہا نہین باقی رہتی ان کے
مظالم کے تذکرے قرآن و کتب حدیث بہری پڑی ہین یہانتک کہ اسلام کو مٹانے کیواسطے رسول کریم (روحی فداہ) کو شہید
کرنیکا کفار مکہ نے عزم بالجزم کرلیا جسکی وجہ سے آنحضرت صلعم کو اپنا عزیز وطن چہوڑ دینا پڑا مگر تاہم کبہی آپ نے ترک معاملت نہین فرمائی
اور اگر یہ کہا جائے کہ مسلمانونکی حالت قبل از ہجرت کمزوری کی تہی اسوجہ سے ترک معاملت نہین فرمائی تو بعد فتح مکہ آپ سلطان العرب تہے
آپکو اور آپکے ساتہ مسلمانونکو ہر طرحکا اقتدار حاصل تہا جب بہی آپ نے ترک معاملت نہین فرمائی، حالانکہ جب جناب رسالت کو
کفار مکہ نے اسلام کی دشمنی مین بائیکاٹ کیا تہا اور خاندان رسالت شعب ابوطالب مین محصور تہا تو کفار مکہ نے ہر قسم کی داد
و ستد خرید و فروخت بند کرکے ترک معاملت کردی تہی اور اس حالت مین تین سال تک خاندان رسالت درختون کی پتیان کہا
کہا کر زندگی کے دن کاٹتا رہا، اور سخت مصیبت مین مبتلا رہا مگر تاہم انتقاماً بہی آپ نے ترک معاملت کو جائز نہین رکہا۔ چنانچہ تمامہ

بن آثال کا واقعہ اس امر پر شاہد ہے کہ جب آپ مشرف باسلام ہوئے اور مکہ میں عمرہ کے لئے گئے تو کفار مکہ نے آنکو عمرہ سے روکا
اور انپر اسلام قبول کرنیکی وجہ سے بددین ہوجانے کا طعنہ دیا اس پر ثمامہ بن آثال نے یمامہ میں جاکر یمامہ سے مکہ کو اشیائے تجارتی کے جانے
کی ممانعت کردی۔ مگر جب رسول کریم کو یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے حضرت ثمامہ کو ممانعت لکھ بھیجی اور بدستور غلہ وغیرہ یمامہ سے مکہ میں آنیلگا
اس واقعہ سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ رسول کریم صلعم نے بحالت مغلوبیت اور بحالت غلبہ باوجود کفار مکہ کے مظالم شدید
کے کبھی ترک تعلقات دنیاوی روا نہ رکھا۔ ترک موالات اور شئے ہے اور ترک معاملات اور شئے ہے اور شریعت اسلام میں ترک معاملات
کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور ملازمت اور تجارت وغیرہ داخل معاملات ہیں۔ چنانچہ ملازمت اجرت پر کام کرنا ہے اور اسکا جواز
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس فعل سے ثابت ہے کہ آپ نے ایک یہودی کا کام کرکے اس سے اجرت لی۔ بس محکمہ پولیس انسداد
جرائم کیلئے ہے اور تعزیرات ہند میں جو جرائم ہیں بغیر چند کے کل کے کل شرعاً بھی جرم ہیں۔ بس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایسا محکمہ جس سے
انسداد جرائم اور امن عامہ مقصود ہو اسکی نوکری شرعاً مسلمانوں کیلئے حرام سمجھی جائے۔ علی ہذا القیاس گورنمنٹ انگریزی کی جو فوج
ہندوستان میں ہے اسکا مقصود اصلی ملک کی حفاظت ہے کہ غنیم کے حملوں سے ملک محفوظ رہے اور فوج غنیم کے حملہ کا مقابلہ کرکے ملک کو تباہی و بربادی سے
محفوظ رکھے جیسا کہ قرآن کریم نے ان لفظوں میں کہا ہے اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْہَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ اَہْلِہَا
اَذِلَّۃً ط یعنی جب کوئی بادشاہ کسی ملک پر چڑھائی کرکے داخل ہوجاتا ہے تو اس ملک کو برباد کردیتا ہے اور اس ملک کے عزت دار لوگوں کو ذلیل و خوار کردیتا
ہے اس سے بچنے کیلئے ملک کا امن نفع مقصود ہے اور فوجی نوکری کے جواز کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضرت عثمان اور انکے ساتھ بعض جلیل القدر
صحابی مکہ سے ہجرت کرکے حبش میں گئے اور نجاشی بادشاہ حبش کے امن میں آئے جو کہ عیسائی مذہب تھا وہاں رہنے لگے تو انکے زمانہ قیام میں کسی دشمن نے نجاشی کے
ملک پر حملہ کیا نجاشی اسکے مقابلہ کیلئے خود گیا صحابہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک شخص جائے اور خبر پہنچائے کہ اگر ضرورت ہو تو ہم بھی مدد کیلئے آئیں حضرت زبیر نے جو عشرہ
مبشرہ میں ہیں اور جنکا جنتی ہونا قطعی ہے) اگرچہ کمسن تھے اپنے کو اس خدمت کیلئے پیش کیا، مشک کے سہارے دریائے نیل تیر کر رزمگاہ میں پہنچے۔ ادھر صحابہ نجاشی کی فتح
کیلئے خدا سے دعا مانگتے تھے چند روز کے بعد حضرت زبیر واپس آئے اور خوشخبری سنائی کہ نجاشی کو خدا نے فتح دی اس واقعہ سے صراحتاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غیر مسلم بادشاہ
کی عملداری میں ہم ہوں تو جو فوج غیر مسلم بادشاہ نے ملک کو بیرونی حملوں کی حفاظت کیلئے رکھی ہے اس میں شامل ہوکر غنیم سے مقابلہ کرنا جائز ہے۔ رہا یہ کہ اجرت
لیکر نوکری کرنا یا بلا اجرت مدد دینا جیسا کہ مسلمان مہاجرین نے نجاشی کیساتھ ارادہ کیا تھا اس میں فرق نہ ہوگا۔ چنانچہ ابتدائے عملداری انگریزی سے اسوقت
تک دونوں محکمے قائم ہیں اور اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں تھوڑی دیر کیلئے خالی الذہن ہوکر ذرا اس حالت پر ہم غور کریں کہ اگر کسی علاقہ سے [illegible] تھانہ اٹھا

لیا جائے اور اہل علاقہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے افغان بھائی پر پولیس دار و گیر کرنے کو نہیں ہے تو وہاں کی کیا حالت ہوگی۔ وہاں کی حالت یقیناً یہ ہوگی کہ
کوئی تو عداوت سابقہ کی وجہ سے اپنے دشمن پر جمعیت کیساتھ حملہ کر دیگا اور خوب کشت و خون ہوگا کوئی روپیہ پیسہ کی لالچ میں دولتمند مہاجنوں کو
لوٹ لیگا اور تباہ کر کے چھوڑ دیگا کوئی کسی غریب کو نوچ کھسوٹ کر تہ و بالا کر دیگا مگر پولیس کے ہوتے ہوئے کسی زبردست و با اقتدار زمیندار کی بھی آج
ہمت نہیں ہے کہ اپنی کسی غریب رعایا پر کوئی ظلم و زیادتی کر سکے پھر ہم نہیں سمجھتے کہ جب اکابر دین نے نصاری سے اجرت لیکر کام کیا ہو تو انگریزی ملازمت
اور خاصکر پولیس اور فوجکی ملازمت جسکا نفع امن عام ہے اور جو خود ہمارے ملک و اہل ملک کی حفاظت کیواسطے ہے کیوں خلاف شرع بتائی جاتی ہے
اب ذرا اس حالت پر ہم نظر کریں کہ اگر تمام مسلمان متفقہ فتوی ترک موالات پر دراز حال عمل پیرا ہو جائیں تو مسلمانوں کی ہندوستان میں
کیا حالت ہوگی۔ اگر مسلمان ترک ملازمت و ترک وکالت و ترک عہدہائے اعزازی و ترک ممبری کونسل پر عمل کریں تو نتیجہ یہ
ہوگا کہ تمام دیوانی و کلکٹری و فوجداری عدالتیں مسلمان حکام و عمال اور مسلمان وکلاء و بیرسٹران سے خالی ہونگی اور کونسل مسلمان
ممبروں سے خالی ہونگی اور تمام اعزازی عہدے مسلمانوں سے خالی ہوں گے اور محکمہ پولیس اور محکمہ فوج مسلمان افسر و سپاہ سے خالی ہو گا
تو ایسی حالت میں مسلمانوں سے زیادہ ذلیل و مفلوک الحال کوئی قوم ہندوستان میں نہ ہوگی۔ علی الخصوص ایسی حالت
میں کہ جب پشتہا پشت سے ہندوستان میں مسلمان یہی کام کرتے آئے اور انکی عزت اور گذر اوقات کے یہی ذریعے رہے
برادران اسلام! تمہارے مذہب نے تمکو اعلی درجہ کا تمدن سکھایا ہے۔ اور دنیا میں معزز اور ذی عزت قوم بنکر رہنے کو بتایا ہے
ذلیل و خوار ہو کر رہنے کی تعلیم تمکو اسلام نے نہیں دی اور خود اللہ سبحانہ و تعالی نے تمکو نہی فرمائی ہے وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ
إِلَى التَّهْلُكَةِ ط

یعنی اپنے ہاتھوں سے اپنکو ہلاک نہ کرو۔ اگر ان سیاسی فتووں کو مذہبی فتوے سمجھکر تم عمل کروگے تو تم خود اپنی ہلاکت
کے باعث ہوگے اور نہی خداوندی کے مرتکب ہوگے۔ اور اسکی پاداش تم اور تمہاری اولاد صدیوں تک بھگتنی رہیگی
جیسے غدر کی غلطیوں کو مسلمان اب تک بھگت رہے ہیں۔

پس اس تحریر کو مولینا حالی مرحوم کے اس شعر پر ختم کر کے، وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ کہکر تم سے اس
وقت رخصت ہوتا ہوں

سمبھلو وگرنہ رہنا یاں اسطرح پڑے گا
بھیل اور گونڈ جیسے گمنام و بے نشاں ہیں

محمد امین اللہ
سنہ ۱۹۲۲ء

دفتر وقت منصب میرٹھ